مدیر رضوان اور عدالتی چیلنج

(از مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلےٰ جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان (گوجرانوالہ)

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۴۰ھ میں ان کا انتقال ہوا یہیں سے بریلوی مذہب شروع ہوا مولوی صاحب موصوف نے بدعات کو "مدلل" اور اہل بدعت کو منظم کرنے کی کوشش کی ان ایام میں انگریزی حکومت کے قدم ہندوستان میں جم چکے تھے اس لئے مولانا نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح جہاد کی مخالفت کی اور ہندوستان کو امن اور اسلام کا گہوارہ ثابت کرنے کی کوشش کی ———— انگریز کے خلاف جو طاقتیں زور آزمائی کر رہی تھیں ان کی کھلی مخالفت کی۔ مجاہدین سرحد اور اہل توحید و سنت پر اتہامات لگائے، پوری کوشش کی کہ یہ لوگ بدنام ہوں۔ ان کوششوں سے واقعی انگریز کو کافی فائدہ پہنچا اور کافی وقت ہندوستان میں کاٹ گیا۔

اس مقصد کے لئے مولوی احمد رضا صاحب اور ان کے رفقاء ہر غلط بیان اور حوالوں میں قطع و برید جائز سمجھتے رہے اور ایسی حرکات کر گزرے جو علم و دیانت کی پیشانی پر بدنما داغ بن کر نمایاں ہوئی۔

مدیر رضوان اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے پچھلے دنوں رسالہ رضوان لاہور نے مولانا جعفر تھانیسری کی کتاب تواریخ عجیبہ کے بعض اقتباسات سے بریلوی مناظرین کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک جہاد کو بدنام اور غلط صورت میں عوام کے سامنے پیش کیا۔

میں نے مدیر رضوان اور بریلوی مناظرین کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ تحریک کے صحیح خدوخال کو واضح کیا تاکہ یہ حضرات غلطی سے بچیں۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ حضرات اکل و شرب کی بدعات میں مشغولیت اور انگریز کے انعامات سے مستفید ہونے کی وجہ سے اس تحریک کے

مبادی اور عواقب دونوں سے بے خبر ہیں اور عصبیت کی وجہ سے ان کے ذہن پر بے شعوری کی کیفیت طاری ہے اس لئے ممکن ہے کہ حقیقت کی وضاحت سے ان کے دماغوں میں شعور آ جائے اور یہ حضرات حقائق کو سمجھنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ مگر افسوس جون ۵۸ء کا رضوان دیکھا تو محسوس ہوا کہ توقع غلط تھی۔ وہ اس کے جواب پر آمادہ ہو گئے ہیں تاہم میری گذارشات کا جواب تو سر دست ملتوی کر دیا ہے جس کے لئے ہم چشم براہ ہیں!

مگر مولوی نور احمد زبیری کا ایک مضمون درج کرتے ہوئے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں ان حقائق کو عدالت میں چیلنج کروں۔

مجھے دونوں حضرات سے اس وقت کچھ الگ الگ گذارش کرنا ہے۔

مولوی نور احمد صاحب کے مضمون سے جہاں تک ہم انہیں سمجھ سکے ہیں۔ وہ دنیا نویسی قسم کے مناظر معلوم ہوتے ہیں وہ حقیقت کو سمجھے بغیر مکھی پر مکھی مارنے کے عادی معلوم ہوتے ہیں۔ سنجیدگی کے ساتھ کسی حقیقت پر غور کرنے سے ان کا دماغ قاصر ہے وہ اپنے مطالعہ سے ناظرین رضوان کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں جس کا انہیں پورا پورا حق ہے مجھے اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔

ان کا مضمون میری گذارشات کے جواب میں نہیں وہ بظاہر مستقل پیش کش ہے اس لئے اس کے جواب کی ذمہ داری اخلاقاً مجھ پر نہیں۔

مولانا نور احمد سے گذارش ہے کہ آپ کا سارا زور حیات طیبہ اور تواریخ عجیبہ کی ورق گردانی پر ہے لیکن یہ دونوں کتابیں آپ کے مخالف کے نزدیک مسلم نہیں اس لئے جناب کی یہ کوشش بے سود ہے۔

آپ کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیات طیبہ کا مصنف اہلحدیث ہے اور سید احمد صاحب کا معتقد یہ خیال درست نہیں۔ مرزا حیرت کو شاہ صاحب کی تحریک کے بعض حصوں سے ہمدردی ہے وہ اسی توہم پرستی کو ناپسند کرتے ہوں گے جو آجکل بریلویت کے لئے سرمایۂ افتخار ہے لیکن وہ اہلحدیث نہیں تھے۔ وہ انگریز کے ایسے وفادار تھے جیسے آپ اور آپ کے اعلحضرت خانصاحب بریلوی۔ مرزا حیرت نے تحریک جہاد کو اسی راہ پر ڈالا جو عین انگریز کا منشا تھا، مرزا حیرت کے بعض خیالات

ممکن ہے مولانا احمد رضا صاحب سے نہ ملتے ہوں لیکن تحریک کو بدنام کرنے اور انگریز کو اس اذیت سے بچانے میں خان صاحب اور مرزا حیرت کا ایک ہی مقصد ہے اس لیئے آپ کا یہ گواہ تو اس قابل نہیں کہ اس کی شہادت پر اعتماد کیا جا سکے مرزا حیرت عقیدۃً منکر حدیث تھے واللہ اعلم

مولانا جعفر صاحب تھانیسری رحمہ اللہ یقیناً تحریک کے خیر اندیش ہیں انہوں نے تحریک کے متعلق بہت سا مفید مواد جمع کیا بہت سے دستاویز محفوظ فرمائیں۔ اس راہ میں بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کے خلوص دیانت میں کوئی شبہ نہیں لیکن تحریک کے رخ کی تبدیلی کے متعلق ان سے جو غلطی یا لغزش ہوئی اسے چھپایا نہیں جا سکتا۔

شاہ شہید کے مکاتیب مل سکتے ہیں وہ ناپید نہیں آپ حضرات چونکہ تحقیق کے عادی نہیں غلط بیانی اور ظنون واوہام آپ کے ہاں حقائق اور دلائل کا نعم البدل سمجھے جاتے ہیں۔ یا ان کے مرادف ہوں ورنہ معاملہ سمجھنے میں کوئی اغلاق اور دقت نہیں مکاتیب میں آپکو وضاحت ملیگی

ہمارا تجربہ یہ ہے کہ بریلویت کے تین ستون ہیں موسیقی، گالیاں، ظنون واوہام۔ سرگودھا میں حضرت مولانا ابوالحسنات نے ایک تقریر ان اصولوں سے ہٹ کر فرمائی تھی امیر حزب اللہ نے اسی وقت ان کے متعلق وہابیت کا فتوے دے دیا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی اسارت کے ایام میں مولانا سید ابوالبرکات کے نزدیک وہ بھی وہابی اور کافر تھے معلوم نہیں مولانا ابوالحسنات صاحب کے ایمان کا آپ کے ہاں آجکل کیا حال ہے۔

اگر آپ کو اللہ تعالے ظنون واوہام سے نجات کی توفیق مرحمت فرمائے تو آپ میری سابقہ گذارشات پر نظر ثانی فرمائیں ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

ان حقائق کی وضاحت سے قبل ہم خود مولانا تھانیسری کے موقف کو سمجھنے میں قاصر تھے تعجب ہوتا تھا جو شخص دنیا میں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی تعلیمات شاہ عبدالعزیز صاحب کی ہدایات کو اپنا راہنما تصور کرتا ہو وہ انگریزوں کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہے اور معلوم ہے جب وقت آیا تو ان مجاہدین نے انگریزوں کو بھی پوری ایک صدی تک پریشان کیئے رکھا۔ یہ اچھا حلیف ہے جس نے اپنے حلیف کا ناک

بیں دم کر دیا۔ آخری اصطدام انگریز کے ساتھ ۱۹۲۱-۲ء میں ہوا جس کا مفصل تذکرہ میں نے سابقہ گذارشات میں کیا۔ آپ کے دونوں گواہ مجروح ہیں کوئی ایسا گواہ لائیے جس پر جرح نہ ہو۔ آپ کے اکابر تو انگریز کے حلیف رہے ہیں۔ ان شہداءِ حق کے خلاف فتوے دیتے رہے ہیں۔ اپنے ولی النعمت پر اگر کچھ اعتماد باقی ہو تو ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" ملاحظہ فرمائیے وہ اس اس حلف کی حقیقت اور تحریک کے مقاصد آپ کو بہتر طور پر بتا سکے گا۔

اگر خدا تعالےٰ کی عدالت پر یقین ہے تو اسی کے خوف سے اپنے حقائق پر نظر ثانی کیجئے اور اس ضمن میں ہنٹر کی کتاب ہمارے ہندوستانی مسلمان، سیرت احمد شہید از مولانا غلام رسول مہر، سیرت احمد شہید مؤلفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کو بھی ملاحظہ فرمائیں پھر مل سکے تو کالا پانی بھی لعلك تتذکر او تخشیٰ۔

عدالتی چیلنج (۱) مولانا میری نظر میں اللہ تعالےٰ کی عدالت سے کوئی عدالت بڑی نہیں میں نے جو کچھ اس موضوع پر لکھا ہے بحمداللہ اسی عدالت کی برتری اور انصاف کو پیش نظر رکھ کر لکھا ہے واللہ علی ما اقول شہید۔

(۲) آپ کی پوری پارٹی میں یہ کمزوری ہے کہ آپ آج کل دنیوی عدالتوں پر زیادہ اعتماد فرماتے ہیں۔ آپ کے اکابر بھی اس غلط فہمی میں رہے کہ شاید موت و حیات کی چابیاں حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔

(۳) آج کی دنیوی عدالتیں کبھی بھی اہلِ حق کے نزدیک سچائی کا معیار نہیں قرار پا سکیں۔ بلکہ صداقت عموماً ان عدالتوں کے خلاف پائی گئی۔ ان عدالتوں نے جن لوگوں کو مجرم قرار دیا۔ آسمانی عدالت میں وہی کوندنے کے پتھر قرار پائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کیس پر ایک نظر فرمائیں۔

(۴) پیلاطس کی عدالت میں فریسیوں (اس وقت کے بریلوی) کی شہادت سے حضرت مسیح مستحق دار قرار پائے۔ نمرود کی عدالت نے حضرت ابراہیم کو مجرم قرار دیا۔ فرعون کی عدالت میں حضرت موسےٰ اور ہارون کے ساتھ جو عدالتی انصاف ہوا وہ آپ حضرات کو معلوم ہوگا

جب آپ حضرات کے فتوؤں کی بنا پر ہمارے اکابر کو مساجد سے نکالا گیا۔ ہم دونوں فریق انگریزی عدالتوں کے سامنے حاضر ہوئے۔ عدالتی انصاف نے جو گل کھلائے وہ ہم دونوں جانتے ہیں۔

(۵) جسٹس سید محمود جج ہائی کورٹ نے آمین بالجہر کے متعلق جو انصاف فرمایا تھا کیا آپ اس پر مطمئن ہیں؟

آپ حضرات کا سارا زور گانے اور اعلیٰ حضرت کے رسائل پڑھنے میں صرف ہوتا ہے نہ آپ قرآن عزیز کی تاریخ میں تدبر فرماتے ہیں نہ آپ کو اپنی تاریخ پر صحیح عبور ہے۔

(۶) اگر عدالتی جیلنج ہی جناب کے لئے اطمینان کا موجب ہو سکتے ہیں تو مجلہ سہ ماہی "ہلال" ملاحظہ فرمائیے۔ یہ رسالہ کراچی سے نکلتا ہے۔ فارسی ممالک میں پراپیگنڈا کے لئے یہ مجلہ حکومت کی طرف سے شائع ہوتا ہے ملاحظہ ہو شمارہ اوّل جلد ۵ متعلقہ جنبش ۱۸۵۷ء اداریہ میں فرماتے ہیں۔

"مسلمانان شبہ قارہ بفکر جہاد و مبارزہ برخلاف انگریز و سکھ ہا افتادند و یک نفر مجاہدین قیادت مردم دیگر قیادت مردم مسلمان را بعہدہ گرفت و رسماً برخلاف سکھ ہا اعلام جہاد نمودہ باکمک ای فداکاروا زجاں گذشتہ پشاور را اشغال کرد و این طور بنظر سے رسد کہ اگر عموم مسلمان ہا جرأت و شہامت و یک جہتی نشان مے دارند تاریخ شبہ قارہ متغیر مے کرد ولے این مرد مجاہد قربانی اختلافات بین خود مسلمانان گردید و در سال ۱۲۸۱ھ در جنگ بالاکوٹ جام شہادت نوشید اھ ہلال ۱۹۵۷ء مطابق ذیقعد ۱۳۷۶ھ ۱۳۳۶ھ

اگر عدالتی انصاف ہی جناب کی نظر میں آخری سند ہے تو یہ حکومت پاکستان کی ہائی اتھارٹیز کی رائے ہے اس پر غور فرمائیے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(۷) مولانا آپ سخت غلطی میں ہیں اور تاریخ کے شدید ترین مجرم۔ آپ کے اختلافات کا مولانا شہید

سے اعتقادی ہیں سیاسی نہیں۔ غالباً جس کذب وافترا کا آپ حضرات آغاز کر رہے ہیں آپ کے اکابر مولانا فضل حق مرحوم وغیرہ نے بھی سید شہید اور شاہ شہید رحمہما اللہ پر نہیں لگایا۔ ان کی تگ و دو بھی امکان کذب اور امکان نظیر کے مفروضات تک ہی رہی اور ستائیس سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان کو توفیق دی کہ وہ شاہ شہید کے موقف کی صدر دفتر پر گواہ بن کر براستہ اندطمیان خدائے تعالےٰ کی عدالت میں پیش ہوں وقت بہترین واعظ ہے

مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی نے منیر انکوائری کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے فرمایا تھا "مجھے ان بزرگوں کے عقاید سے اختلاف ہے لیکن میں ان کی مجاہدانہ مساعی کی قدر کرتا ہوں"

(۸) اگر انسان کو اپنے خالق سے حیا نہ ہو اور دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہ ہو تو جناب مولانا! عدالتی چیلنج سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارا الحمد اللہ یہ جماعتی اخلاق ہے کہ ایسے معاملات کے لئے عدالت میں نہیں جاتے۔ آپ ایسے دوستوں کی ہدایت کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں اور صبر وصلوٰۃ کے ساتھ اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ آپ اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں ایک صدی سے آپ ہمارے ساتھ دست و گریبان ہیں فرمائیے! فائدے میں کون ہے۔ اولا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت ہماری تعداد لاکھوں تک ہے۔

(۸) آپ کو غلط فہمی ہے مولانا احمد اللہ اور مولانا فضل حق خیر آبادی یقیناً بریلوی نہیں تھے۔ المقارنۃ اصل المعادات کے مطابق مولانا فضل حق صاحب کو شاہ شہید سے کچھ چشمک سی ہوگئی ورنہ وہ شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد تھے۔ علم غیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا، مختار کل ہونا وغیرہ قسم کی جو مزخرفات آپ حضرات نے گھڑی ہیں۔ اور "اثنا عشری" اور "حادی عشری" جس طرح مل کر مسلمانوں میں جا بجا فساد بپا کر رہے ہیں کہاں ان مسائل کا تذکرہ مولانا فضل حق ایسے دانشمند نے بھی کہیں اپنی کتب میں کیا ہے؟ اور مولانا احمد اللہ کی زندگی کی تفصیلات آپ کے سامنے

رکھی گئیں تو شاید لاہور سے بریلی تک ارتعاش کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ اور ان حالات کے باوجود وہ سید شہید کی تحریک سے متاثر تھے۔ اس وقت کے حکومت پرستوں نے انہیں بھی وہابی کہا ہے ملاحظہ ہو ۱۸۵۷ء مولانا مہر۔

اس کے باوجود اگر آپ ان دونوں بزرگوں کو بریلوی کہنے پر مصر ہیں تو ایسے بریلویوں کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ اس وقت انگریز کی مخالفت ایسا عمل ہے جس کے عوض اکبر الکبائر معاف کئے جا سکتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ یہ لوگ یقیناً اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔

(۹) آپ حضرات کی کم فہمی اور بے خبری پر تعجب ہوتا ہے آپ حضرات نے ۱۸۵۷ء کی حرکت کو بہت ہی غلط سمجھا ہے۔ اس تحریک کا حنفی اہلحدیث دیوبندی بریلوی سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک عالمگیر ناراضگی تھی۔ جو تمام لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوئی۔ ابتداءً اس میں سکھ ہندو بھی پوری طرح شامل ہوئے۔ رانی جھانسی کا نام آپ نے سنا ہوگا کس جرأت سے اس نے قربانی کی کیا وہ بریلن تھی۔ اسے مکاتبِ فکر کی جنگ قرار دینا حماقت ہے اور تحریک کی توہین، معلوم نہیں آپ حضرات ملک کی تحریکات سے ناآشنا ہیں یا عمداً اپنے عوام کو غلطی میں رکھنا چاہتے ہیں۔

آخری گذارش ہم عدالت میں کیوں جائیں۔ ایک صدی سے زیادہ قریباً آپ اور آپ کے اکابر اہل توحید و سنت کے خلاف اتہام تراشی میں مشغول ہیں۔ ہمارا آپ نے کیا بگاڑ لیا۔ آپ ہمارے اشتہار ہیں۔ آپ کے تیز اور تلخ فتوے ہماری ترقی کا سبب ہیں۔ جب مقاصد کے لحاظ سے آپ کی یہ روش ہی ہمارے لئے مفید اور ترقی کا موجب ہو تو کسی کا سر پھرا ہے آپ کو خواہ مخواہ عدالت میں چیلنج کرتا پھرے۔

ہم اور ہمارے اکابر یقیناً معصوم نہیں اور شاید اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے طعن و تشنیع کو ہمارے لئے کفارۂ سیئات بنا دے اگر آپ حضرات رضا خانصاحب بریلوی مولانا انوری، مولانا ابوالبرکات اسے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہو جائے تو فرمائیے! ہم عدالت میں کیوں جائیں، ہم عدالت کی بجائے ان فوائد ہی سے کیوں نہ متمتع ہوں۔

مولانا! ایک بات ذہن میں رکھ لیجئے کہ سب سے بڑا دھوکہ آپ کے متعلق یہ ہو سکتا تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے ہیں مگر تحریک ختم نبوت نے اس سلسلے میں آپ کو عریاں کر کے رکھ دیا۔ اور مولانا ابو البرکات اور عام بریلوی حضرات کی بزدلی نے آپ کا وقار ختم کر دیا ہے۔ عوام اب سمجھنے لگے ہیں کہ آپ حضرات کو صرف لفظ "یا" سے محبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہیں، سنت سے نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام سب کرتے ہیں البتہ لفظ "یا" سے آپ کو واقعی محبت ہے

ہاں اگر عدالت کے بغیر تسکین نہ ہو سکے تو جناب مجھے عدالت میں چیلنج کیجئے۔ میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا، والسلام۔

(بقیہ از صفحہ ۴۵) کا مرکز شہر فزارہ ہے۔ تیسرا فرقہ نصری ہے جو نجف کی زیارت بھی نہیں کرتا۔ مذہب سے بالکل آزاد صرف حضرت علیؓ کی خدائی کا معتقد ہے! (نعوذ باللہ) اگر بغور تحقیق کی جائے تو بابی یا بہائی فرقہ بھی باطنی مذہب کی ہی ایک شاخ معلوم ہوتی ہے

بقیہ" از صفحہ ۵۶) دوسری جگہ اس امر کے اعتراف سے گریز کی راہ اختیار کرتا ہے۔ مثلاً ہمیں منکرینِ حدیث کی بابت تو معلوم نہیں وہ کون لوگ ہیں؟ اور ان کا کیا کہنا ہے" (طلوع اسلام نومبر) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے "منکر حدیث کے لفظی معنی ہیں حدیث کا انکار کرنیوالا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو حدیث کے وجود کا انکار کرے خود طلوعِ اسلام کے پاس حدیث کی بڑی بڑی ضخیم جلدیں موجود ہیں" (مقام حدیث ص ۳۸۶/۲)۔

اگر منکر کا یہی مفہوم ہے تو پھر تو سوامی دیانند کو بھی منکرِ قرآن نہیں کہا جا سکتا کیونکہ انکے ہاں بھی قرآن کے بہت سے نسخے ہونگے ورنہ قرآن مجید پر اعتراض کیسے کر سکتا تھا۔ یہ تجاہل عارفانہ بھی خوب ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات میں ادارہ طلوعِ اسلام کی عبارتوں میں تضاد و تناقص کے دو نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ کیا وہ یہ واضح کر سکے گا کہ اسکے نزدیک انکارِ حدیث کا صحیح مفہوم کیا ہے اگر وہ کسی درجہ میں ایسی احادیث کے قبول کرنے کے لئے تیار ہے جو قرآن کے مطابق ہوں تو اسے واضح کرنا چاہئے کہ مطابقت قرآن سے اس کا منشا کیا ہے اور اگر وہ کسی حیثیت میں بھی حدیث کو شرعی حجت ماننے کے لئے آمادہ نہیں